

اللہ نے میری موت کا وقت طے نہیں کیا، یہ جملہ کہنا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی نے کہا کہ "اللہ نے میری موت (Death) کا وقت بھی فکس نہیں کیا؟" تو کیا حکم ہوگا؟

جواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

اللہ کریم ہر شے کا خالق و مالک ہے اور اس نے عظیم حکمتوں کے مطابق نظام کائنات مقرر فرمایا ہے، اسی نظام کا حصہ موت کا آنا بھی ہے، پس اس نے ہر جاندار کی موت کے وقت، جگہ اور کیفیت کو طے فرما رکھا ہے اور اسی کے مطابق اسے موت آتی ہے، یہی اسلامی عقیدہ ہے جو کہ قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔ سوال میں مذکور جملہ کس سیاق و سباق میں ہے، اس کی وضاحت کی حاجت ہے ورنہ اپنے اطلاق کے اعتبار سے یہ جملہ بلاشبہ کفریہ ہے؛ کہ قرآن کریم کی نص کے خلاف اور عقائد اسلامیہ کے برعکس ہے، لہذا جانتے بوجھتے ایسا کہنے والا دائرۃ اسلام سے خارج ہے، اس پر فوراً توبہ و تجدید ایمان، نیز نکاح ہونے کی صورت میں تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُّؤَجَّلًا﴾ ترجمہ کنز العرفان : اور کوئی جان اللہ کے حکم کے بغیر نہیں مر سکتی، سب کا وقت لکھا ہوا ہے۔ (پارہ 4، سورۃ آل عمران 3، آیت 145) محی السنہ ابو محمد حسین بن مسعود بنغوی شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 510ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ”أي: كتب لكل نفس أجلا لا يقدر أحد على تقديمه وتأخيره“ ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر

جان کے لیے ایک مقرر وقت لکھ دیا ہے، جسے نہ کوئی جلدی لاسکتا ہے اور نہ ہی مؤخر کر سکتا ہے۔ (تفسیر بغوی، جلد 1، صفحہ 518، داراجیاء التراث العربی، بیروت)

علامہ ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد نسفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 710ھ) لکھتے ہیں: ”المعنی کتب الموت کتاباً مؤجلاً“ مؤقتالہ أجل معلوم لا يتقدم ولا يتأخر“ ترجمہ: (آیت مبارکہ کا) معنی یہ ہے کہ اللہ پاک نے موت کو مؤجل یعنی وقت مقررہ کے ساتھ لکھ دیا ہے، ہر جان کی موت کے لیے ایسا معین وقت ہے جو نہ آگے ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے۔ (مدارک التنزیل وحقائق التأویل، جلد 1، صفحہ 298، دارالکلم الطیب، بیروت)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1391ھ) لکھتے ہیں: ”اجل بمعنی موت، یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی موت مقرر کر کے کتاب لوح محفوظ میں لکھ دی ہے کہ کون، کب، کہاں اور کس طرح مرے گا۔ کتاب سے مراد یا تو لوح محفوظ ہے جس میں قیامت تک کے سارے واقعات من و عن لکھ دیئے گئے ہیں، یا ہر شخص کی اپنی کتاب مراد ہے جو کاتب تقدیر نے ماں کے پیٹ میں ہی بچے کی پیشانی پر لکھ دی ہے، جس میں اس کے سارے حالات من و عن درج ہیں۔“ (تفسیر نعیمی، جلد 4، صفحہ 253-254، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 321ھ) لکھتے ہیں: ”خلق الخلق بعلمہ و قدر لہم أقداراً و ضرب لہم آجالاً“ ترجمہ: اللہ پاک نے مخلوق کو اپنے علم سے پیدا فرمایا، ان کے لیے تقدیریں بنائیں، اور ان کی موت کے اوقات مقرر فرمائے۔ (متن العقیدۃ الطحاوی، صفحہ 10، مطبوعہ بیروت)

علامہ اکمل الدین محمد بن محمد الرومی الباہرئی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 786ھ) اس کے تحت لکھتے ہیں: ”قوله" وضرب لہم آجالاً" وهذا تحقيق بأن الأجل المضروب لكل واحد منهم مبرم محکم لا يحتمل التقدم والتأخر، قال الله تعالى: ﴿فَإِذَا جَاءَ أَجْلُهُمْ لَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ﴾ [الأعراف/ ٣٤] وقوله تعالى: ﴿كُتِبَ مُوَجَّلًا﴾ [آل عمران/ ١٤٥] فيه معنيان أحدهما كتاباً مؤقتاً لا يتقدم ولا يتأخر والثاني كتاباً مبيناً في اللوح المحفوظ“ ترجمہ: علامہ طحاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول کہ ”اللہ تعالیٰ

نے مخلوق کی موت کے اوقات مقرر فرمائے "یہ اس بات کی تحقیق ہے کہ مخلوق میں سے ہر ایک کا جو وقت اجل مقرر ہے، وہ قطعی اور محکم ہے، جو تقدیم و تاخیر کا احتمال نہیں رکھتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "تو جب ان کی وہ مدت آجائے گی تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہوں گے اور نہ ہی آگے۔" اور ارشاد باری تعالیٰ: "سب کا وقت لکھا ہوا ہے" اس میں دو معنی ہیں: ایک یہ کہ معین وقت لکھا ہوا ہے جو نہ آگے ہو سکتا ہے نہ پیچھے، اور دوسرا یہ کہ لوح محفوظ میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے۔ (شرح عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ، صفحہ 52-53، مطبوعہ کویت)

علامہ ابو عبد الرحمن عبد العزیز بن احمد پرہاروی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1239ھ) لکھتے ہیں: "ان الله تعالى قد حكم بالآجال العباد على ما علم من غير تردد... أما إثبات الحكم فللنصوص القاطعة بأن الكائنات مقدره، وأما نفي التردد فلأنه علامة الجهل" ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بندوں کی عمریں اپنے علم کے مطابق بغیر کسی تردد کے مقرر فرمادی ہیں۔ جہاں تک ان کے مقرر ہونے کے اثبات کا تعلق ہے، تو قطعی نصوص (کے اس بات پر دلالت کرنے) کی وجہ سے کہ تمام واقعات مقدر شدہ ہیں۔ اور جہاں تک تردد کی نفی کا تعلق ہے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ تردد جہالت کی نشانی ہے (اور اللہ پاک ہر طرح کے جہل سے پاک ہے)۔ (النبراس شرح شرح العقائد النسفية، الكلام في الأجل، صفحہ 408، مکتبۃ یاسین، استنبول)

امام ابو منصور محمد بن محمد ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 333ھ) لکھتے ہیں: "لو أنكر آية من آيات الله تعالى كفر بالله، وبالكتب وبالرسل كلها" ترجمہ: اگر کوئی اللہ تعالیٰ کی آیات میں سے کسی آیت کا بھی انکار کرے، تو وہ اللہ پاک کا، تمام آسمانی کتابوں کا اور تمام رسولوں کا منکر اور کافر ہو جائے گا۔ (تاویلات آئل السنۃ، جلد 3، صفحہ 387، دارالکتب العلمیۃ، بیروت)

علامہ فرید الدین عالم بن العلاء ہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 786ھ) لکھتے ہیں: "إذا أنكر آية من القرآن أو سخر بآية من القرآن، وفي الخزانة أو عاب، فقد كفر" ترجمہ: جب کوئی شخص قرآن کی کسی

آیت کا انکار کرے، یا کسی آیت کا مذاق اڑائے، اور الحزانتہ میں ہے: یا اسے عیب لگائے، تو بلاشبہ وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب احکام المرتدین، الفصل العاشر فیما یتعلق بالقرآن، جلد 7، صفحہ 315، مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ زین الدین بن ابراہیم ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 970ھ) لکھتے ہیں: ”ویکفر إذا أنکر آية من القرآن“ ترجمہ: اور جب کوئی شخص کسی آیت قرآنی کا انکار کرے تو اس کی تکفیر کی جائے گی۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، کتاب السیر، باب احکام المرتدین، جلد 5، صفحہ 131، دارالکتب الاسلامی)

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ) لکھتے ہیں: ”آیت کو نہ ماننا یعنی انکار کرنا کفر ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 14، صفحہ 318، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

شیخ طریقت امیر اہل سنت مولانا الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ لکھتے ہیں: ”جو شخص قرآن شریف یا اس میں سے کسی حصہ کی توہین کرے، یا اس کو گالی دے، یا اس کا انکار کرے، یا اس کے کسی حرف کا یا کسی آیت کا انکار کرے یا اس کو جھٹلائے، یا اس کے کسی حصہ یا کسی حکم کو جھٹلائے جس کی اس میں تصریح کی گئی ہے، یا جس کی اس میں نفی کی گئی (یعنی انکار کیا گیا) ہے اُس کو ثابت کرے یا جس کو اس میں ثابت کیا گیا ہے اُس کی نفی (یعنی انکار) کرے حالانکہ وہ انکار کرنے والا اس کو جانتا ہے یا اس میں کچھ شک کرتا ہے تو وہ بالاجماع علمائے کرام کے نزدیک کافر ہے۔“ (کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، صفحہ 188، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1421ھ) لکھتے ہیں: ”کلمہ کفر بکنے والے پر توبہ و تجدید ایمان و نکاح کا حکم لازم ہے؛ اس لیے کہ کلمہ کفر بکنے کے بعد آدمی اسلام سے خارج ہو کر کافر ہو جاتا ہے، اب اس کو اسلام میں داخل ہونے کے لیے کلمہ کفر سے براءت (اور) توبہ فرض ہے، اور اسلام قبول کرنا بھی۔ اسی طرح کلمہ کفر بکنے سے عورت نکاح سے نکل جاتی ہے، عورت کو نکاح میں لانے کے لیے تجدید نکاح ضروری ہے۔“ (فتاویٰ شارح بخاری، جلد 2، صفحہ 288-289، دارۃ البرکات، گھوسی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری



Dar-ul-Ifta Ahlesunnat (Dawat-e-Islami)



www.fatwaqa.com



[daruliftaahlesunnat](https://www.facebook.com/daruliftaahlesunnat)



[DaruliftaAhlesunnat](https://www.youtube.com/DaruliftaAhlesunnat)



[Dar-ul-ifta AhleSunnat](https://play.google.com/store/apps/details?id=com.daruliftaahlesunnat)



feedback@daruliftaahlesunnat.net